29

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور دین کی ترقی کے لئے اپنے اموال خرچ کریں۔

۷/نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۷/نبوت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

☆......خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے طریق اور اس کے ثمرات۔

☆......اس زمانہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہیں۔

☆......خوب یاد رکھو انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے............

☆......خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی برکت............

☆......تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان اور بین الاقوامی مسابقت فی الخیر

☆......تحریک جدید کی اہمیت اور اس میں شامل ہونے والوں کی سعادت۔

تشہد و تعوذ کے بعد درج ذیل آیت قرآنیہ تلاوت فرمائی

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ۔ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾

(البقرہ : ۲۶۲)

آج حسب روایت اور دستور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے۔ لیکن اس سے پہلے چند باتیں عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو مختلف طریقوں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کے طریقے بھی بتاتا ہے۔ کہیں فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہیں فرما رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک کر کہیں اپنے اوپر ہلاکت وارد نہ کر لینا۔ کبھی فرماتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم ذاتی طور پر بھی تباہی سے محفوظ رہو گے اور اگر قوم میں قربانی کا جذبہ ہے اور قوم قربانی کر رہی ہے تو قوم بحیثیت مجموعی بھی مجھ سے تباہی سے بچنے کی ضمانت لے۔ پھر فرمایا ہے کہ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو تا کہ اس میں اور برکت پڑے۔ چھپا کر بھی خرچ کرو اور اعلانیہ بھی خرچ کرو۔ غریبوں کا بھی خیال رکھو، ان کی ضرورتیں بھی پوری کرو اور زکوٰۃ کی طرف بھی توجہ دو تا کہ قومی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور غریبوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوں۔ اور جب تم خرچ کر رہے ہو تو یاد رکھو کہ تم اپنے فائدے کا سودا کر رہے ہو اس لئے کبھی دل میں احسان جتانے کا خیال بھی نہ لاؤ۔ اور جب فائدے کا سودا کر رہے ہو تو پھر عقل تو یہی کہتی ہے کہ بہترین حصہ جو ہے وہ سودے میں استعمال کیا جاتا ہے تا کہ فائدہ بھی بہترین شکل میں ہو۔ تو اس سے مال میں جو اضافہ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے تمہیں اس نیکی کا ثواب بھی ملنا ہے۔ اور اس لئے محبوب چیزوں میں سے خرچ کرو، جو تمہاری پسندیدہ چیزیں ہیں ان

میں سے خرچ کرو، جو بہترین مال ہے اس میں سے خرچ کرو۔اور جتنی کمزوری کی حالت میں یعنی وسعت کی کمی کی حالت میں خرچ کرو گے اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا۔تو فرمایا کہ بہرحال اللہ تعالیٰ تو ہراس شخص کو اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے اور نوازتا رہے گا جو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی راہ میں قربانی دیتے ہیں۔اور ہر شخص اپنی ایمانی حالت کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ہر کوئی اپنے مرتبے اور توکل کے مطابق خرچ کرتا ہے اور اس لحاظ سے انبیاء کا ہاتھ سب سے کھلا ہوتا ہے اور انبیاء میں بھی سب سے زیادہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ سب سے زیادہ کھلا تھا۔تبھی تو آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ احد پہاڑ جتنا سونا میرے پاس ہو تو وہ بھی مَیں تقسیم کردوں۔انبیاء کے بعد درجہ بدرجہ ہر کوئی اس نیک کام میں حصہ لیتا ہے، اس کا اس کو ثواب بھی ملتا ہے اور اس کے مطابق وہ خرچ بھی کرتا ہے۔ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال آیا کہ آج میرے گھر میں کافی مال ہے مَیں جا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کروں اور آدھا مال لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ آج تو حضرت ابوبکرؓ سے بڑھنے کے قوی امکانات ہیں، ان سے زیادہ قربانی پیش کروں گا۔لیکن تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ اپنا مال لے کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول!۔اس پر حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا اپنے آپ سے کہ تم کبھی ابوبکرؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس کی راہ میں خرچ کرنے کے مختلف ذرائع سے ترغیب دلاتا ہے اور یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں لوگوں کی مثال دے رہا ہے لیکن اس سے مراد مومن ہیں۔ایسے ایمان لانے والے جو اللہ کے دین کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور دین کامل اب اسلام ہی ہے جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہی ہے۔اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی حقیقت میں مومنین کی جماعت کہلانے کی حقدار ہے اور یہی مومنین کی جماعت ہے۔اور اس لحاظ سے فی زمانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہی ہیں جو

اس زمانے کے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بہترین مال خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک نیت لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اے لوگو! تم جو میری راہ میں خرچ کرتے ہو مَیں تمہیں بغیر اجر کے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ طاقت رکھتا ہوں کہ تمہاری اس قربانی کو سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں۔ اور یاد رکھو کہ جیسے جیسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنا دل کھولتے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت بھی دیتا چلا جائے گا۔ تم اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور یہ اجر صرف یہیں ٹھہر نہیں جائے گا بلکہ اگلے جہان میں بھی اجر پاؤ گے۔ اور پھر تمہاری نسلوں کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ اب دیکھیں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی کشائش، مالی وسعت ان کے بزرگوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہے۔ یہ احساس ہمیں اپنے اندر ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے، اجاگر کرتے رہنا چاہئے اور اس لحاظ سے بھی بزرگوں کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں اور آئندہ نسلوں کو بھی یہ احساس دلانا چاہئے کہ بزرگوں کی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ نے بہت سارے فضل فرمائے ہیں۔

حضرت امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کہتے ہیں کہ آیت ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾ میں اللہ تعالیٰ نے مال کو بڑھا چڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اس آیت میں اس بڑھا چڑھا کر دینے کی تفصیل بیان کی ہے۔ ان دونوں آیات کے درمیان اللہ تعالیٰ نے زندہ کرنے اور مارنے کی اپنی قدرت پر دلائل دئے ہیں۔ اگر یہ قدرت خداوندی نہ ہوتی تو خرچ کرنے کا حکم مستحکم نہ ہوتا۔ کیونکہ اگر جزاء سزا دینے والا کوئی وجود نہ ہوتا تو خرچ کرنا فضول ٹھہرتا۔ دوسرے لفظوں میں گویا اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو یہ کہتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ مَیں نے تجھے پیدا کیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا اور تو میرے اجر اور ثواب دینے کی طاقت سے واقف ہے پس چاہئے کہ تیرا یہ علم تجھے مال خرچ کرنے کی ترغیب دے کیونکہ وہی یعنی خدا تھوڑے کا بہت زیادہ بدلہ دیتا ہے۔ اور یہاں اس بہت زیادہ کی مثال بیان کی ہے کہ جو ایک دانہ بوتا ہے مَیں اس کے لئے سات بالیاں نکالتا ہوں اور ہر بالی میں سو (۱۰۰) دانے ہوتے ہیں تو گویا ایک سے

سات سَو دانے ہو جاتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ ﴿یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں میں ﴿سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ سے مراد ''دین'' ہے کہ خدا کے دین میں خرچ کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

''اگر تم دینی کاموں کے لئے اپنے اموال خرچ کرو گے تو جس طرح ایک دانہ سے اللہ تعالیٰ سات سو دانے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح وہ تمہارے اموال کو بھی بڑھائے گا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرمائے گا۔ جس کی طرف ﴿وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ میں اشارہ ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بے شک بڑی قربانیاں کی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول کا پہلا خلیفہ بنا کر انہیں جس عظیم الشان انعام سے نوازا اُس کے مقابلہ میں اُن کی قربانیاں بھلا کیا حیثیت رکھتی تھیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے بہت کچھ دیا مگر انہوں نے کتنا بڑا انعام پایا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی جو کچھ خرچ کیا اُس سے لاکھوں گُنا زیادہ انہوں نے اسی دنیا میں پالیا۔ اسی طرح ہم فرداً فرداً صحابہؓ کا حال دیکھتے ہیں۔ تو وہاں بھی خدا تعالیٰ کا یہی سلوک نظر آتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ہی دیکھ لو۔ لکھتے ہیں کہ ''جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پاس تین کروڑ روپیہ جمع تھا۔ اس کے علاوہ اپنی زندگی میں وہ لاکھوں روپیہ خرچ کرتے رہے۔ اسی طرح صحابہؓ نے اپنے وطن کو چھوڑا تو ان کو بہتر وطن ملے۔ بہن بھائی چھوڑے تو اُن کو بہتر بہن بھائی ملے۔ اپنے ماں باپ کو چھوڑا۔ تو ماں باپ سے بہتر محبت کرنے والے رسول کریم ﷺ مل گئے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والا کبھی بھی جزائے نیک سے محروم نہیں رہا۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ٦٠٤)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں مزید لکھتے ہیں:

''﴿وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾ کہہ کر بتایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام دینے میں بخل تو تب ہو جبکہ خدا تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی ہو۔ مگر وہ تو بڑی وسعت والا اور بڑی فراخی والا ہے اور پھر وہ علیم بھی ہے۔ جانتا ہے کہ وہ شخص کس قدر انعام کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص کروڑوں گنا انعام کا بھی مستحق ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اسے یہ انعام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ دنیا میں ہم روزانہ یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ زمیندار زمین میں ایک دانہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے سات سو گنا بنا کر واپس دیتا ہے۔ پھر جو شخص

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا کم از کم سات سو گنا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو محدود ماننا پڑتا۔ جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا۔ اسی لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرو گے تو کم از کم سات سو گنا بدلہ ملے گا۔ اور زیادہ کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اُس کے انواع کی کوئی انتہا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو انجیل میں صرف اتنا فرمایا تھا کہ ''اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں''۔

(متی باب ٦ آیت ٢٠)

لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے خزانے میں اپنا مال جمع کرو گے تو یہی نہیں کہ اسے کوئی چُرائے گا نہیں بلکہ تمہیں کم از کم ایک کے بدلہ میں سات سو انعام ملیں گے۔ اور اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ پھر مسیحؑ کہتے ہیں وہاں غلّہ کو کوئی کیڑا نہیں کھا سکتا۔ مگر قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ صرف کیڑے سے ہی محفوظ نہیں رہتا بلکہ ایک سے سات سو گنا ہو کر واپس ملتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی انسان کی مدد کا محتاج نہیں مگر وہ اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے اگر کسی کام کے کرنے کا انہیں موقع دیتا ہے تو اس لئے کہ وہ ان کے مدارج کو بلند کرنا چاہتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ٦٠٤-٦٠٥)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ:

''خوب یاد رکھو کہ انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے۔ اللہ کے حضور دلانے کی بہت سی راہیں ہیں ان میں سے یہ بھی ایک راہ ہے جس کا ذکر پہلے شروع سورۃ میں ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (بقرہ: ۴) سے کیا۔ پھر ﴿اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ (بقرہ: ۱۷۸) میں۔ پھر اسی پارہ میں ﴿اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (بقرہ: ۲۵۵) سے۔ مگر اب کھول کر مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ بیان کیا جاتا ہے۔ انجیل میں ایک فقرہ ہے کہ جو کوئی مانگے تو اسے دے۔ مگر دیکھو قرآن مجید نے اس مضمون کو پانچ رکوع میں ختم کیا ہے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ کسی کو کیوں دے؟ سو اس کا بیان فرماتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے۔ خرچ کرنے والے کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جیسے کوئی بیج زمین میں ڈالتا ہے مثل باجرے کے پھر اُس میں

کئی بالیاں لگتی ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ﴿وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ بعض مقام پر ایک کے بدلہ میں دس اور بعض میں ایک کے بدلہ میں سات سو کا ذکر ہے۔ یہ ضرورت، اندازہ، وقت وموقع کے لحاظ سے فرق ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے دریا کے کنارے پر۔ سردی کا موسم ہے۔ بارش ہو رہی ہے۔ ایسی حالت میں کسی کو گلاس بھر کر دے دے تو کونسی بڑی بات ہے لیکن اگر ایک شخص کسی کو جبکہ وہ جنگل میں دوپہر کے وقت تڑپ رہا ہے پیاس کی وجہ سے جاں بلب ہو، مُحرقہ میں گرفتار، پانی دے دے تو وہ عظیم الشان نیکی ہے۔ پس اس قسم کے فرق کے لحاظ سے اجروں میں فرق ہے۔

پھر آپ ایک مثال بیان کرتے ہیں حضرت رابعہ بصری کی کہ ایک دفعہ گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں تو بیس مہمان آ گئے اور گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔ انہوں نے ملازمہ سے کہا کہ یہ دو روٹیاں بھی جا کر کسی کو دے آؤ۔ ملازمہ بڑی پریشان اور اس نے خیال کیا کہ یہ نیک لوگ بھی عجیب بیوقوف ہوتے ہیں۔ گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں اور جو تھوڑی بہت روٹی ہے یہ کہتی ہیں کہ غریبوں میں بانٹ آؤ۔ تو تھوڑی دیر کے بعد باہر سے آواز آئی، ایک عورت آئی، کسی امیر عورت نے بھیجا تھا، اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے واپس کر دیں کہ یہ میری نہیں ہیں۔ اس ملازمہ نے پھر کہا کہ آپ رکھ لیں، روٹی اللہ تعالیٰ نے بھیج دی ہے۔ فرمایا نہیں یہ میری نہیں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ہمسائی امیر عورت تھی اس کی آواز آئی کہ یہ تم کہاں چلی گئی ہو۔ رابعہ بصری کے ہاں تو بیس روٹیاں لے کر جانی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے جو دو روٹیاں بھیجی تھیں اللہ تعالیٰ سے سودا کیا تھا کہ وہ دس گنا کر کے مجھے واپس بھیجے گا۔ تو دو کے بدلہ میں بیس آنی چاہئیں تھیں یہ اٹھارہ میری تھیں نہیں۔ تو حضرت خلیفۃ اوّل فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے اور مجھے بھی اس کا تجربہ ہے اور مَیں نے کئی دفعہ آزمایا ہے۔ لیکن ساتھ آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ خدا کا امتحان نہ لو۔ کیونکہ خدا کو تمہارے امتحانوں کی پرواہ نہیں ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ تو سوال ہو گیا کہ کیوں دے۔ اب بتاتا ہوں کہ کس طرح دے۔ اول تو یہ کہ محض ابتغاء مرضات اللہ دے، احسان نہ جتائے۔ پہلی بات یہ تھی کہ کیوں دے۔ اس لئے دے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر دینا ضروری ہے۔ پھر کس طرح دو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے لئے دو نہ کہ احسان جتانے کے لئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گو وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر خدا اُس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو (۱۰۰) دانے پیدا کرسکتا ہے۔ یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا''۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۱۶۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے (یعنی مالی قربانی کی بھی بہت اہمیت ہے)۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جب تک عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اِسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے''۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۸۹ء صفحہ ۲)

حدیث میں آیا ہے۔ حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے''۔

(ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب فضل النفقة فی سبیل الله)

پھر ایک حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں تمہیں سب سخیوں سے بڑے سخی کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے۔ پھر مَیں تمام انسانوں میں سے (یعنی اپنے بارہ میں فرما رہے ہیں) سب سے بڑا سخی ہوں۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد از علامه هیثمی جلد ۹ صفحه ۱۳ بیروت)

سعد بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔ پس یہ خوشخبری ہے ان

لوگوں کے لئے جنہوں نے مالی قربانیاں دیں کہ ان دنوں میں، یہ روزوں کا مہینہ بھی ہے اور روزوں کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی یا نمازوں کی طرف بھی توجہ رہتی ہے۔ تو اگر اس طرف پوری توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ جو تمہاری مالی قربانیاں ہیں ان کو مَیں سات سو گنا بڑھا دوں گا۔

ایک روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟۔ آپ ؐ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو۔ اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہوں اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ وخیرات میں دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو۔ فرمایا کہ وہ مال تو اب تیرا رہا ہی نہیں وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔ اس لئے صحت کی حالت میں چندوں اور صدقات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب وگیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ اُس نے بادل میں سے آواز سنی کے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔ پتھریلی سطح مرتفع (نیچے چٹانیں تھیں جہاں، وہاں) پر بارش برسنی شروع ہوگئی۔ پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنا شروع ہوگیا۔۔ وہ شخص بھی اس نالے کے کنارے کنارے چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالہ ایک باغ میں جا داخل ہوا ہے اور باغ کا مالک کدال سے پانی ادھر اُدھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے اس بادل میں سے سنا تھا۔ پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے؟ تم بتاؤ کہ تمہیں میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟ اس نے کہا کہ مَیں نے اس بادل سے جس بادل کا تم پانی لگا رہے ہو آواز سنی تھی کہ اے بادل! فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تو تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے جس کا بدلہ تم کو مل رہا ہے۔ باغ کے مالک نے کہا کہ اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو سنیں۔ میرا طریقہ یہ ہے کہ اس باغ میں سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ اور ایک تہائی اپنے اور اہل وعیال کے گزارہ کے لئے

رکھتا ہوں۔ اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو کاروباری ہوں یا ملازم پیشہ ہوں۔ تو اس آمد میں سے جتنا بھی چندہ آپ نے دینا ہوتا ہے نکال کے ہر مہینہ یا ہر کاروبار کے منافع کے وقت علیحدہ کر لیا کریں تو بڑی سہولت رہتی ہے اور سال کے آخر میں پھر بوجھ نہیں پڑتا۔

ایک حدیث ہے حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ (بخل کی راہ سے) بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ یعنی کنجوسی سے دبا کر نہ رکھو۔ ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ کیونکہ اگر روپیہ نکلے گا نہیں تو آئے گا بھی نہیں۔ اور جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کیا کرو۔

(بخاری کتاب الھبة وفضلها باب ھبة المرأة لغير......)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ کہ ابتدائی ایام میں، جو شروع کے دن تھے، چندے وغیرہ مقرر نہ ہوئے تھے اور جماعت کی تعداد بھی تھوڑی تھی۔ ایک دفعہ کثیر تعداد میں مہمان آ گئے۔ اس وقت خرچ کی دقت تھی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے میرے روبرو حضرت اقدس علیہ السلام سے خرچ کی کمی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ مہمان زیادہ آ گئے ہیں۔ آپ گھر گئے، حضرت ام المومنین کا زیور لیا اور میر صاحب کو دیا کہ اس کو فروخت کر کے گزارہ چلائیں۔

پھر دوسرے تیسرے دن، وہ زیور کی جو آمد ہوئی تھی، روپیہ آیا تھا، ختم ہو گیا۔ میر صاحبؓ پھر حاضر ہوئے اور اخراجات کی زیادتی کے بارہ میں ذکر کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے مسنون طریقے پر ظاہر اسباب کی رعایت کر لی ہے اب وہ خود انتظام کرے گا۔ یعنی جو مسنون طریقہ تھا، جو ہمارے پاس تھا وہ تو ہم نے دے دیا ہے، خرچ کر لیا ہے اب خدا تعالیٰ خود انتظام کرے گا جس کے مہمان ہیں۔ کہتے ہیں کہ دوسرے ہی دن اس قدر روپیہ بذریعہ منی آرڈر پہنچا کہ سینکڑوں تک نوبت پہنچ گئی۔ اس زمانہ میں سینکڑوں بھی بہت قیمت رکھنے والے تھے۔ پھر آپؑ نے توکل پر تقریر فرمائی، فرمایا: جبکہ دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپے پر اعتبار ہوتا ہے کہ حسب ضرورت

جس قدر چاہے گا صندوق کھول کر نکال لے گا۔ ایسا ہی متوکل کو خدا تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ ہوتا ہے کہ جس وقت چاہے گا نکال لے گا۔ اور اللہ کا ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔

تو دیکھیں اس سے ہمیں سبق مل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کی ضرورتیں پوری کر لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری کی خاطر، ہماری بھلائی کے لئے، ہمیں بھی ان خوش قسمتوں میں شامل کر لیا ہے جو ان نیک کاموں میں شامل ہوتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔ لکھتے ہیں: ”مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں“۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۵۔۳۶)

یعنی جو خریدار ہیں براہین احمدیہ کے اس وقت اگر وہ ادائیگی نہیں کر پا رہے تو مجھے اجازت دیں مَیں وہ ساری ادائیگی اپنی طرف سے کر دیتا ہوں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مَیں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزّل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو

قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے۔ اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ سمیع و بصیر ہے۔

یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا مَیں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت مَیں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔

(الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء ،ملفوظات جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۹۳۔۳۹۴)

اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے سے پہلے گزشتہ سال میں کیا کچھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوئی بتانے سے پہلے مختصراً بتاتا ہوں کہ یہ سال جیسا کہ ہر ایک کو پتہ ہے ۳۱ اکتوبر کو ختم ہوتا ہے۔ اس وقت تک جو اعداد و شمار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت نے مجموعی طور پر جو قربانی کی ہے وہ ۲۸ لاکھ ۱۲ ہزار پاؤنڈ کی ادائیگی ہے، الحمدللہ۔ اور یہ ادائیگی گزشتہ سال سے تین لاکھ ساٹھ ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔ **الحمدلله ثم الحمدلله**

گزشتہ سال کی جو ادائیگی تھی اس میں اتنا بڑا جمپ تھا کہ خیال تھا کہ شاید اس سال اس میں زیادہ وصولی نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ہمیشہ اپنے فضلوں سے جماعت کو نوازتا ہے۔ اس دفعہ بھی گزشتہ سال سے بڑھ کر زائد ادائیگی کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ الحمدللہ۔

اور اب چونکہ بعض جماعتوں کا ان کی قربانیوں کے لحاظ سے نمبروار تفصیل بھی بیان کی جاتی ہے وہ مَیں بیان کروں گا کیونکہ بہت ساری جگہوں پر امراء اور سیکرٹریان تحریک جدید بڑی بے قراری کے ساتھ انتظار کر رہے ہوں گے کہ پتہ لگے کہ کیا نتائج سامنے آئے ہیں۔ تو اس سال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کی جماعت نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھا ہے اور پوری دنیا کی جماعتوں میں وہی اوّل رہی ہے اور انہی کو یہ اعزاز ملا ہے۔ پاکستان ایسا ملک ہے جہاں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بھی اور تحریک جدید کے مجاہدین کے اعتبار سے بھی سب سے آگے ہے۔ باوجود اس کے کہ کچھ عرصہ سے وکیل المال صاحب پریشان تھے کہ پتہ نہیں کیا ہوگا اور بڑی فیکسیں آ رہی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اور ان کی جو بھی خواہش تھی، جو ٹارگٹ تھا وہ پورا ہو گیا ہے الحمدللہ۔

اوراس کے بعدامریکہ کا نمبر آتا ہے۔وہاں بھی امیر صاحب کا خیال تھا کہ اقتصادی لحاظ سے حالات متأثر ہوئے ہیں۔پتہ نہیں وہ قربانی جوان کے ذہن میں ہے اتنا معیار حاصل ہو سکے یا نہ۔لیکن اس سال بھی امریکہ گزشتہ سال کی نسبت نمایاں ادائیگی کر کے پاکستان سے باہر کے ملکوں میں دنیا بھر کی جماعتوں میں اول ہے۔اور یہ بھی بتا تا چلوں کہ امریکہ میں جو آٹھ فیصد ادائیگی ہے اس کی شرح بھی تمام دنیا کی جماعتوں سے زیادہ رہی ہے۔اوراس کے لحاظ سے جرمنی کی جماعت تیسرے نمبر ہے۔اور جرمنی کی یہ خاصیت رہی کہ اس جماعت کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۹۵ فیصد احباب جماعت تحریک جدید میں شامل ہیں۔ماشاءاللہ۔

اب مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں کی ترتیب کیا ہے وہ بتا دیتا ہوں۔نمبر ایک پاکستان،نمبر دو امریکہ،نمبر تین جرمنی،نمبر چار برطانیہ،نمبر پانچ کینیڈا،نمبر چھ بھارت،نمبر سات ماریشس،نمبر آٹھ سوئٹزرلینڈ،نمبر ۹ آسٹریلیا اور نمبر دس بلجیم۔برطانیہ نمبر ۴ پہ الحمدللہ بڑا اچھا ہے یہ بھی کافی بہتری ہے جو مَیں آگے بیان کروں گا۔

مڈل ایسٹ کی جماعتوں میں سعودی عرب،ابوظبی اور افریقہ میں نائیجیریا قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے پیار کی نگاہ رکھے اور فضلوں سے نوازتا رہے۔

اب تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد کے بارہ میں بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تعداد تین لاکھ چوراسی ہزار پانچ سو (۳۸۴۵۰۰) سے بڑھ گئی ہے۔اور گزشتہ سال کے مقابلہ پر امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مجاہدین میں تیس ہزار چار سو (۳۰۴۰۰) افراد کا اضافہ ہوا ہے۔ اوراس اضافہ میں بھی پہلے نمبر پر ہندوستان،پھر پاکستان،برطانیہ اور کینیڈا کی جماعتیں ہیں۔برطانیہ میں گزشتہ سال کی نسبت ۱۹۱۰ نئے مجاہدین تحریک جدید میں شامل کئے ہیں جو ایک بڑا اچھا حوصلہ افزا قدم ہے۔اوران کے اضافہ بھی ہوا ہے اس لحاظ سے کہ بیت الفتوح میں بھی انہوں نے خرچ کیا اور جماعتوں میں مساجد بن رہی ہیں وہاں بھی اخراجات ہو رہے ہیں۔اس لحاظ سے بھی برطانیہ کا قدم ماشاءاللہ ترقی کی طرف ہے۔

پھر کینیڈا اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ تجنید کے لحاظ سے ۷۵ فیصد احباب جماعت تحریک جدید میں شامل ہو چکے ہیں۔تو اوسط فی کس کے حساب سے جو پانچ جماعتیں ہیں ان کا بتادوں کہ

چندہ دینے میں جو معیاری ہیں۔ نمبر ایک امریکہ، نمبر دو سویٹزرلینڈ، نمبر تین برطانیہ، نمبر چار بیلجیئم اور نمبر پانچ آسٹریلیا۔ پاکستان کے روایتاً اضلاع کے نام بھی پڑھے جاتے ہیں جنہوں نے مالی قربانی میں نمایاں حصہ لیا ہوتا ہے۔ ویسے بھی اس کا اپنا ایک مقام ہے۔

تو پاکستان میں اول لاہور رہا ہے، دوئم ربوہ اور سوئم کراچی۔ اس کے علاوہ راولپنڈی، اسلام آباد، ملتان، میر پور خاص، مردان، شیخوپورہ، جھنگ، بہاولنگر، ڈیرہ غازیخان، وہاڑی، واہ کینٹ، کنری، گجرات، ایبٹ آباد، میانوالی، راجن پور، مظفر گڑھ، بشیر آباد سندھ اور چک نمبر ۱۶۶ مراد کی جماعتیں ہیں۔

یہ جماعتوں کا تھا ضلعوں کا نہیں تھا۔ اور ضلعی سطح پر قربانی کرنے والے جو ہیں وہ ہیں سیالکوٹ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، نارووال، جہلم، میر پور خاص، منڈی بہاؤالدین، میر پور آزاد کشمیر، خانیوال، بدین اور ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

اب یہ اعداد و شمار تو سامنے آ گئے۔ اب اس کے ساتھ میں تحریک جدید کے دفتر اول کے سال ستّر (۷۰) اور دفتر دوم کے سال ساٹھ (۶۰) اور دفتر سوم کے انتالیسویں سال اور دفتر چہارم کے انیسویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان مالی قربانی کرنے والوں کو کشائش عطا فرمائے، مالی وسعت عطا فرمائے، ان کو پہلے سے بڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعتوں کو بھی توفیق دے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اس میں شامل کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تحریک جدید کے بانی تھے فرماتے ہیں:

”یاد رکھو، تحریک جدید خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اس کو ضرور ترقی دے گا اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی وہ ان کو دور کر دے گا۔ اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے اس کو برکت دے گا۔ پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی اور ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور آسمانی نور ان کے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں: پس ہر احمدی مرد اور ہر احمدی بالغ عورت کا فرض ہے کہ اس تحریک میں شامل ہو۔ بلکہ بچوں میں بھی تحریک کی جائے اور رسمی طور پر انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے۔ مثلاً اپنے وعدے کے ساتھ ان کی طرف سے کچھ حصہ ڈال دے چاہے ایک پیسہ ہو، دو پیسے ہوں یا ایک آنہ ہو (یہ وہاں کے سکے ہیں) اس سے ان کے دلوں میں تحریک ہوگی۔ بلکہ بجائے بچے کی طرف سے خود وعدہ لکھوانے کے، اسے کہو کہ خود وعدہ لکھوائے۔ اس سے اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ مَیں چندہ دے رہا ہوں۔ بعض لوگ بچوں کی طرف سے چندہ لکھوا دیتے ہیں لیکن انہیں بتاتے نہیں۔ بچے کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سوال کرتا ہے۔ جب تم اسے کہو گے کہ جاؤ اپنی طرف سے چندہ لکھواؤ تو وہ پوچھے گا کہ چندہ کیا ہوتا ہے۔ اور جب تم چندہ کی تشریح کرو گے۔ وہ پھر پوچھے گا کہ چندہ کیوں ہے تو تم اس کے سامنے اسلام کی مشکلات اور خوبیاں بیان کرو گے۔ بچے کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سوال کرتا ہے۔ اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس کے اندر ایک نئی روح پیدا ہوگی اور بچپن سے ان کے اندر اسلام کی خدمت کی رغبت پیدا ہوگی۔

اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''جب تک دنیا کے چپہ چپہ میں اسلام نہ پھیل جائے اور دنیا کے تمام لوگ اسلام قبول نہ کر لیں اس وقت تک اسلام کی تبلیغ میں وہ کبھی کوتاہی سے کام نہ لیں۔ خصوصاً اپنی اولاد کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور اپنی اولاد در اولاد کو نصیحت کرتے چلے جائیں کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کو کبھی نہیں چھوڑنا اور مرتے دم تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے۔''

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۲ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۱۵۳۔۱۵۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے (یعنی اپنے پاکیزہ اموال سے) اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور

رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۵۱۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور ہمیشہ ہماری توفیق کو بڑھاتا رہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مشن کی خاطر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ قربانی کا جذبہ پیدا کرنے والے ہوں۔